ڈاکٹر محمد عامر اقبال
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سیال کوٹ۔
عبیدہ تسنیم
سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ، گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول، باغ، جھنگ۔
ڈاکٹر مشتاق عادل
صدر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سیال کوٹ۔

جگن ناتھ آزاد کی اقبال فہمی: تحقیقی مطالعہ

Dr. Muhammad Amir Iqbal
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sialkot, Sialkot, Punjab, Pakistan.
Ubaida Tasneem
SSS, GGHSS, Bagh, Jhang
Dr. Mushtaq Adil
H.O.D Urdu, University of Sialkot

Jagan Nath Azad's Understanding Iqbal: A Research Study

Jagan Nath Azad remains a canonical critic in the field of Urdu literary and linguistic studies, especially on Iqbal. He played a significant role in canonization of Iqbal's poetic and philosophical contribution. He endeavored to strengthen Iqbal's stature in academia when the great poet was being shown indifference. He contributed to the biographical discussions and philosophical debates vis-à-vis the poet. The works produced by the critic have won wide acclaim. Moreover, his works on Iqbal are marked by passionate intensity. It further enhances the importance of his critical work for Iqbal that it was produced in a context that demanded the intellectual struggle in this regard. He identified and explained new vistas with reference to Iqbal Studies. The honour of his appointment as the professor emeritus has won him an applause across the literary circles.

However, his critical works were denied the status they deserved. The article covers his contribution, and also acclaim of it, in the field. It has been argued that his work may be taken up critically to produce doctoral level theses.

Key Words: *Jagan Nath Azad and Iqbaliat.*

جگن ناتھ آزاد متحدہ ہندوستان کے شہر میانوالی میں 5۔دسمبر 1918ء میں پیدا ہوئے اور 85 سال کی متحرک، بامقصد، مثبت اور قابلِ تعریف زندگی گزار کر 24 جولائی 2004ء کو نئی دہلی میں وفات پا گئے۔ آپ کے والد تلوک چند محروم اردو کے معروف شاعر تھے۔ آزاد نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ مختلف اداروں سے فارسی آنرز اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے فارسی کیا۔ آپ نے جن لوگوں سے فیضِ علم پایا اُن میں بہت ہی اعلیٰ شخصیات کا نام آتا ہے۔ آپ نے ان اساتذہ کے نام اپنی تصنیف "اقبال اور اس کا عہد" کا انتساب کچھ ان الفاظ میں کیا ہے۔

"اپنے اساتذہ کے نام
ڈاکٹر شیخ محمد اقبال (مرحوم)، ڈاکٹر سید عبد اللہ، سید عابد علی عابد (مرحوم)،
صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، اور پروفیسر علم الدین سالک مرحوم
کے نام" (1)

آپ نے اپنے شاعرانہ جوہر بروئے کار لاتے ہوئے بہت سی کتب لکھ کر اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ آپ کے خطوط کا مجموعہ بھی منظرِ عام پر آیا اور آپ کے تنقیدی مضامین نے بھی بہت اہمیت حاصل کی۔ "اقبال اور اقبالیات" نے آپ کی شہرت کو چار چاند لگا دیے۔ آپ کی اقبال پر اردو اور انگریزی کتب اقبالیات کے لیے بہت بڑے خزانے سے کم نہیں۔ اقبال اور اس کا عہد، اقبال اور مغربی مفکرین، اقبال اور کشمیر، اقبال کی کہانی، مرقع اقبال (البم)، ایک ادبی سوانح حیات، اقبال کی زندگی۔ شخصیت اور شاعری، اقبال مائنڈ اینڈ آرٹ (انگریزی)، اقبال ہز پوئٹری اینڈ فلاسفی (انگریزی)، جیسی کتب تحقیق اور تنقید کے میدان میں اقبالیات کے طلبا کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ محققین اور مدبرین نے فکرِ اقبال کو اپنے اپنے انداز سے دیکھا اور اسے خراجِ تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا تجزیہ بھی بیان کیا جو مختلف آراء پر مبنی ہے۔ جگن ناتھ آزاد کہتے ہیں:

"اقبال کیا تھے اور ان کا پیغام کیا تھا۔۔۔ اقبال کو جب ہم چشمِ حقیقت سے ان کی نظم و نثر کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو اکثر و بیشتر غیر صحت مند نظریات سے، جو ان کے کلام

کے ساتھ وابستہ کر دیے گئے ہیں، ان کا قطعی کوئی تعلق نہیں آتا اور ہمارے ادب کی بد قسمتی یہی ہے کہ اقبال اپنے قدر دانوں کے ہاتھوں کچھ اس غلط انداز میں پیش ہوئے ہیں عامۃ الناس میں اقبال کے متعلق غلط فہمیوں کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی (2)

جگن ناتھ آزاد نے اقبال کے فکر و فلسفہ کے ساتھ ساتھ مذہبی افکار کو بھی اپنی تصانیف کا موضوع بنایا اور اقبالیات کے طلبا کی رہنمائی کے لیے تحقیق و تنقید کے موضوعات کے ماخذ مہیا کیے۔ فکرِ اقبال میں عالموں، مدبروں، مفکروں اور فلسفیوں کے فکر و خیالات کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ اقبال نے انتہائی کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جہاں تنقید کا پہلو نمایاں تھا وہاں بھرپور تنقید کی ہے اور جہاں کسی کے خیالات و نظریات سے استفادہ کیا ہے وہاں اس کی بھرپور تعریف بھی کی ہے اور اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔ شاعری ہو یا فلسفہ، مذہب ہو یا سیاست، ہر جگہ مفکرین کے حوالے دیکھے جا سکتے ہیں۔ جگن ناتھ ازاد نے "اقبال اور مغربی مفکرین" لکھ کر اقبالیات کے طلبا کو فکر و فلسفہ کی نئی راہوں پر گامزن کیا۔ آپ نے خاص مقاصد کے تحت اقبال اور فکرِ یونان، اقبال اور جدید فکرِ مغرب جس میں بیکن، لاک اور کانٹ، شامل ہیں، اقبال اور نٹشے، اقبال اور شوپن ہار، اقبال اور کارل مارکس، اقبال اور مسیحیت، اقبال اور برگساں، اقبال اور دانتے، اقبال اور ملٹن، اقبال اور گوئٹے کو موضوع بنایا۔ مقصد یہ تھا کہ تحقیق اور تنقید کی راہیں مزید کشادہ ہوں اور فکرِ اقبال کو مزید پھلنے پھولنے کے مواقع میسر آئیں اور اسے وسعت ملے اور اقبالیات کے موضوعات میں اضافہ ہو سکے۔ آپ نے مختلف مفکرین کے افکار و نظریات کو صفحۂ قرطاس کی زینت بنایا اور فکرِ اقبال سے ان کی ہم آہنگی، مماثلت یا مخالفت، غرض ہر پہلو پر روشنی ڈالی۔ اپنے مقاصد واضح کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ:

"میری یہ بڑی آرزو ہے کہ اردو و فارسی اور فلسفے کا کوئی طالبِ علم اس موضوع کا اور گہرائی سے مطالعہ کرے اور صرف یہی نہیں کہ جن مغربی فلسفیوں کے ساتھ اقبال کے ذہنی قرب و بعد کا ایک سرسری مطالعہ میں نے اس مقالے میں پیش کیا ہے ان کے تعلق سے فکرِ اقبال کے بارے میں اور زیادہ گہرا مطالعہ پیش کرے بلکہ جن فلسفیوں کا ذکر اس کتاب میں بالکل نہیں آیا یا محض برائے وزنِ بیت آیا ہے مثلاً آئین سٹائین، ہیگل، آگسٹس، کونت وغیر اہم، ان کے بارے میں وضاحت سے بیان کرے

کہ اقبال نے ان کے افکار کا اثر کس حد تک قبول کیا اور کہاں کہاں اقبال کے نظریات
ان مفکرین کے نظریات سے متصادم ہوئے"(3)

جگن ناتھ آزاد کی مساعی سے یہ راستہ ایسا کُھلا کہ ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کے ساتھ ساتھ اردو زبان و ادب اور فلسفہ میں بھی نئے موضوعات نے جنم لیا۔ اب اس حوالہ سے بھی بہت سا تحقیقی اور تنقیدی کام مقالہ جات کی شکل میں منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ جگن ناتھ آزاد بہ سلسلہ ملازمت کشمیر میں مقیم رہے۔ آپ نے اقبال اور کشمیر کے تعلق اور رشتوں کو قریب سے دیکھا اور گہرائی سے اس کا مطالعہ بھی کیا۔ اپنے خیالات کو کتابی شکل میں سمیٹ کر "اقبال اور کشمیر" کا عنوان دے کر محفوظ کیا۔ اپ نے اقبال اور کشمیر کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ آپ کا نظریہ یہ تھا کہ اقبال کے فکر و نظر نے کشمیر کے حالات و واقعات سے لیا بھی بہت کچھ اور کشمیر کو دیا بھی بہت کچھ۔ اقبال کو سر زمینِ کشمیر سے جو نسبت اور کشمیر کی تحریکِ آزادی سے جو قربت رہی ہے اس کی جھلک اس تصویری نمائش میں دیکھی جا سکتی تھی۔ کشمیر کے ساتھ اقبال روحانی تعلق رکھتے تھے اور جگن ناتھ آزاد نے تین مفکرین کا ذکر کچھ اس خوبصورت انداز سے یک جا کیا ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے اور آباء و اجداد کے وطن کی یاد بہت ہی حیرت انگیز طور پر اثر انداز صورت میں پیش کی ہے۔ کہتے ہیں:

" اقبال کا تعلق کشمیر سے، ٹیگور کا بنگال سے اور شیکسپئیر کا
اسٹر ٹیورڈ ایان ایون سے ایک ایسا تعلق ہے جو ان کے کلام کی
آفاقیت کے باوجود کمزور نہیں پڑ سکتا"(4)

جگن ناتھ آزاد نے اپنی تصنیف "اقبال اور کشمیر" میں دو شخصیات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ ان دونوں کا تعلق کشمیر سے تھا اور دونوں شخصیات انفرادی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک محمد دین فوق ہیں۔ آپ نے حضرت علامہ اقبال پر سب سے پہلا سوانحی مقالہ لکھا۔ دوسری شخصیت مولوی احمد دین کی ہے جنھوں نے حضرت علامہ اقبال پر اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب لکھی جس کا عنوان تھا "اقبال"۔

جگن ناتھ آزاد نے اپنی تصانیف میں اقبال کی شخصیت اور فن کو بہت خوبصورت انداز سے اجاگر کرنے کی کوشش انتہائی کامیابی سے کی ہے۔ آپ نے اپنی تصانیف "اقبال کی کہانی" میں بچوں، بڑوں اور طلباء کے لیے معلومات فراہم کرنے کا خوبصورت انداز اختیار کیا ہے آپ نے موضوعات کی شکل میں اقبال کے حالاتِ زندگی کی کہانی پیش کی ہے۔ آپ نے اس مختصر مونو گراف نما کتاب میں لکھا:

"دراصل اقبال کا دل ایک دیوانِ عام تھا جس میں بچوں کی، بڑوں کی، ساتھیوں کی، وطن کی، اسلام کی اور دنیا بھر کی محبت سمائی ہوئی تھی۔ یہ دیوانِ خاص نہیں تھا جس میں کسی کی جگہ ہو اور کسی کی نہ ہو"(5)

جگن ناتھ آزاد نے اقبال کے تعارف کو دوسری نسلوں تک پہنچانے کے لیے تحریر و تقریر دونوں کا جو ذریعہ استعمال کیا، اس کا حق بھی ادا کر دیا۔ آپ کی تصانیف فکرِ اقبال کی تبلیغ، تشریح اور توسیع کے لیے عمدہ ماخذ ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "مرقع اقبال" بھی ہے۔

اس میں آپ نے اقبال صدی کی تقریبات کو قابلِ ستائش قرار دیا۔ آپ کے نزدیک بلاشبہ اقبال ہندوستان کے بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ نے اقبال کے فکر و فن کے حوالے سے ہونے والے کام کو ہندوستانی ادبیات کے لیے نیک شگون قرار دیا۔ "مرقع اقبال" میں اقبال کے ہاتھ سے لکھی ہوئی کچھ تحریریں، اور کچھ تصویریں شامل ہیں جو جگن ناتھ آزاد نے مختلف جرائد اور کتب وغیرہ سے یک جا کی ہیں۔ جگن ناتھ آزاد کے نزدیک یہ بھی تلاشِ اقبال ہی کا نیا پہلو ہے۔ لکھتے ہیں:

سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ تقاریب کے انعقاد کے ساتھ ہی اقبال کی از سرِ نو دریافت شروع ہوتی ہے اور اہلِ علم حضرات نے اقبال کی زندگی، شخصیت اور شاعری کے بعض ایسے گوشوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کی ہے جو اس وقت تک پردۂ خفا میں تھے"(6)

حیاتِ اقبال پر، اقبال کی شاعری پر، اقبال کے فلسفہ پر اور اقبال کے فکر پر روشنی ڈال کر محققین اور مدبرین نے اقبالیات کو فروغ دیا جس کے ساتھ ہی اقبالیات کے موضوعات پر تحقیق و تنقید کی راہیں وسعت اختیار کرنے لگیں۔ جگن ناتھ آزاد نے اقبالیات کے لیے مواد مہیا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ ان کا خلوص اور محنت انہیں بامِ عروج پر لے گئی۔

جگن ناتھ آزاد نے اقبال پر مقالہ جات لکھ کر اقبال فہمی کا ثبوت دیا۔ آپ نے یہ بات کہنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کی کہ اقبال نے مکمل اتفاق کسی بھی مفکر سے نہیں کیا اور مکمل طور پر کسی بھی فلسفی کی تقلید نہیں کی۔ بلاشبہ اقبال نے اپنے مرشدِ معنوی مولانا جلا الدین رومی کو بھی مکمل طور پر قبول نہیں کیا۔ حالانکہ مولانا روم کی شاعری اور فکر کے بہت سے پہلو اور کئی زاویے اقبال کے یہاں رقصاں دکھائی دیتے ہیں۔ صرف ماحول اور حالات ایسی صورت ہوتی ہے جو کسی ہم آہنگی کا باعث بن جاتا ہے۔ اقبال کی شخصیت میں بھی ایسے بہت سے پہلو

پوشیدہ ہیں۔ کھوج لگانے کے بعد بہت سے پہلو کسی نہ کسی سے نسبت کا باعث تو محسوس ہوں گے مگر وہ اقبال کے اپنے فکر، خیال، سوچ، فلسفہ اور مطالعہ کا نچوڑ ہیں۔ جگن ناتھ ازاد نے اپنی اقبال شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے بہت سی شخصیات کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جو اقبال سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اقبال اور ڈاکٹر ذاکر حسین کے بارے میں آپ نے لکھا ہے کہ:

رشید احمد صدیقی کے مطابق ڈاکٹر ذاکر حسین کی شخصیت اقبال کے تصورات کے قریب تر تھی۔ رشید احمد صدیقی نے اقبال سے مردِ مومن کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور اس کی نوعیت کیا ہے؟ رشید احمد صدیقی دراصل ڈاکٹر ذاکر حسین کو اپنا مرشد سمجھتے تھے اور اپنے مرشد میں انہیں مردِ مومن نظر آتا تھا۔ آپ اپنے مرشد کو اقبال کے اس شعر کی تعبیر و تفسیر قرار دیتے تھے۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا　　　　شباب جس کا ہے بے داغ ضرب ہے کاری (8)

جگن ناتھ آزاد بھی اقبال اور ڈاکٹر ذاکر حسین دونوں کو درویش صفت انسان قرار دیتے تھے اور اقبال کے ان اشعار کا حوالہ دیتے تھے۔

اے حلقۂ درویشاں! وہ مردِ خدا کیسا　　　　ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز
جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن　　　　جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز (9)

جگن ناتھ آزاد نے فکرِ اقبال کے سرچشموں پر قلم اٹھاتے ہوئے اقبال کی شخصیت کی تشکیل اور تعمیر کے ماخذوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اسلامی فکر کے ساتھ قدیم ہندوستانی فلسفہ، مغربی فلسفہ اور مارکس وغیرہ کے نظامِ فکر کا مطالعہ بھی اقبال کی فکر کے مختلف پرتو ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی چیز اقبال کے فکری نظام سے خارج نہیں کی جا سکتی۔ جگن ناتھ آزاد اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اگر ہم کلامِ اقبال سے یہ تمام فکری عناصر خارج کر دیتے ہیں تو اس کی نظم و نثر کا اکثر حصہ مفہوم سے عاری ہو کے رہ جاتا ہے اور فکرِ اقبال کی محض ایک ادھوری تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ مطالعہ کلامِ اقبال میں قدیم ہندوستانی فلسفے اور مارکس اور اینگلز کے جدلیاتی مادی نظامِ فکر میں سب سے زیادہ اہمیت میں عربی فلسفے کو دوں گا"(10)

جگن ناتھ آزاد نے یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ اقبال کا فکر سارے زمانے کے لیے اور پوری دنیا کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

جاوید کے پس پردہ ساری نسلِ نو سے اقبال نے کہا کہ خدا تجھے میرے اس سارے فلسفے کا بھی وارث بنائے اور میرے جذبۂ عشق کا بھی۔ جگن ناتھ آزاد خود بھی اس بات کے قائل تھے اس کا بر ملا اظہار اور اعلان بھی کرتے تھے کہ اقبال مسلمانوں کے شاعر بھی ہیں، ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں، بودھوں اور پارسیوں کے، ہندوستان بلکہ پاکستان کی بیداری کے شاعر بھی ہیں۔ ایشیا اور بالخصوص مغربی ایشیا کی بیداری کے شاعر بھی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اقبال عالمِ انسانیت کے شاعر ہیں۔ آپ ایک افسوس ناک پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:

> "ہندوستان میں بعض دفعہ ایک عجیب صوتِ حال میری نظر سے گزری ہے اور وہ یہ ہے کہ اقبال پر لکھنے والے چند اہلِ قلم نے فکرِ اسلام سے اقبال کی وابستگی کو ایک معذرتی انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ صرف ایک افسوس ناک صوتِ حال ہی نہیں ہے بلکہ اس سے ادبی دیانت پر بھی حرف آتا ہے"(11)

جگن ناتھ آزاد نے فکرِ اقبال کی ترویج اور توسیع کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ ماہرین نے آپ کی اقبال فہمی کے حوالہ سے مختلف آراء کا اظہار کیا۔ آپ کی شخصیت بہت سی خوبیوں کی مالک تھی۔ آپ ماہرِ اقبالیات کے طور پر خاص اہمیت اور رتبہ رکھتے تھے۔ ادیب، نقاد، شاعر غرض یہ کہ اردو ادب میں بھی آپ کئی حیثیتوں سے جانے اور پہچانے جاتے تھے۔ اقبال کے بارے میں پیدا کردہ غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے آپ نے اپنے مضامین اور تصانیف کا ذریعہ استعمال کیا۔ شاعری کے حوالے سے جگن ناتھ آزاد نے ثابت کیا کہ اقبال ہندوستان کے اتنے ہی معتبر اور قابلِ قدر شاعر ہیں جتنے میرؔ، غالبؔ، تلسی داس، نذر الاسلام اور رابندر ناتھ ٹیگور اہم ہیں۔ جس زمانے میں عوام اور اس کے صوبائی اور مرکزی حکومت کی سطح پر اقبال کے خلاف شدید تعصب برتا جارہا تھا، اس دور میں بہت کم لوگ تھے جو اقبال کا نام لیتے تھے۔ جگن ناتھ آزاد نے قلم کے ذریعے اپنی اقبال فہمی کے جوہر دکھائے اور صفِ اول کے ماہرِ اقبالیات میں جگہ بنائی۔ آپ کی تصنیف "اقبال اور اس کا عہد" پر تبصرہ کرتے ہوئے نیاز فتح پوری لکھتے ہیں:

> "جگن ناتھ آزاد نہ صرف شاعر بلکہ نقاد کی حیثیت سے بھی اپنا

خاص مقام رکھتے ہیں۔ اقبال ابتدا ہی سے ان کا محبوب شاعر رہا ہے۔ آزاد والہانہ حد تک اقبال کے مداح ہیں۔ لیکن ان مضامین میں ان کی شیفتگی نے کسی جگہ غیر منطقی کی صورت اختیار نہیں کی۔ اقبال پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آزاد نے جو کچھ اپنے مضامین میں لکھ دیا ہے وہ اقبالیات میں ایک اضافہ ہے اور بڑا مستحسن اضافہ "(12)

جگن ناتھ آزاد نے اقبال سے محبت کا اظہار کیا ہے یہ بات اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہے مگر مشکل دور میں اقبال کے لیے لکھنا اور اقبالیات کے لیے خاطر خواہ مواد فراہم کرنا، یہ اور بھی زیادہ اہمیت حاصل کر جاتا ہے۔ اس طرح تحقیق و تنقید کی نئی راہیں کھلتی ہیں اور طلباء کے سامنے صحیح صورتِ حال اجاگر ہو جاتی ہے۔ جگن ناتھ آزاد نے خوبصورت اخلاقی، قومی اور ملی فریضہ سر انجام دیا ہے اور ہندوستان کے علمی اور ادبی حلقوں میں اقبالیات کی راہوں کو کشادہ کرنے کے لیے بہت ہی اہم ذمہ داری سے سبک دوش ہوتے ہوئے کامیابی اور شہرت حاصل کی۔ آپ کی تصنیف "اقبال اور اس کا عہد" پر مولانا عبد الماجد دریا بادی نے کچھ ان خوبصورت جملوں اور لفظوں میں آپ کی ستائش فرمائی ہے کہ:

"جگن ناتھ شاعر ہی اچھے نہیں بلکہ نثر کے بھی اچھے اور سلجھے ہوئے لکھنے والوں میں ہیں۔ ان کے یہ تین لیکچر ادب، نقد و نظر اور اسلامیات کے طلباء کے پڑھنے قابل ہیں۔ سلیس شگفتہ انداز میں باتیں خوب پتے کی کہہ گئے ہیں اور حقیقتِ تصوف وغیرہ کے سلسلے میں باتوں باتوں میں جابجا ایسے نکتے بیان کر گئے ہیں جو کسی غیر مسلم کیا معنی مسلم فاضلوں کے لیے بھی باعثِ فخر ہو سکتے ہیں "(13)

ہندوستان اور پاکستان دونوں جگہ یوم اقبال ذوق و شوق سے منایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں کچھ کم مگر پاکستان میں تو اس حوالے سے بڑی بڑی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ پاکستان میں یوم اقبال اب تہذیبی اور ثقافتی حیثیت کے ساتھ ساتھ اقبال سے والہانہ محبت اور عقیدت کی صورت بھی اختیار کر چکا ہے۔ ہندوستان میں جگن ناتھ

آزاد کے مضامین نے، ان کی تصانیف نے، اقبال شناسی کو فروغ دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ جگن ناتھ آزاد اس بات کا اظہار برملا کرتے تھے کہ:

> "1947ء کے بعد ہندوستان میں اقبالیات کی داستان ایک سناٹے اور ہنگامے کی ملی جلی داستان ہے"(14)

ہندوستان سے انگریز تو رخصت ہو گیا مگر اردو اور اقبال کے ایوانوں پر بھی عجیب قسم کی خاموشی طاری ہو گئی۔ جگن ناتھ آزاد کی کتاب "ہندوستان میں اقبالیات" کے پیش لفظ میں کشمیر یونیورسٹی کے اقبال انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد امین اندراوی کچھ ان الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں:

> "اقبالیات کے باب میں پروفیسر آزاد کا ایک خاص امتیاز یہ بھی ہے کہ جب برِصغیر کی تقسیم کے بعد ہندوستان میں اردو پر بالعموم اور اقبال پر بالخصوص بہت ہی برا وقت آن پڑا تھا اور اس وقت کے سیاسی حالات کی وجہ سے اقبال ہندوستان میں شجرِ ممنوعہ قرار دیے گئے تھے انہوں نے نہ صرف اقبال اور اقبالیات سے اپنا شغف جاری رکھا بلکہ نامساعد حالات اور معترضین کے تلخ اور حوصلہ شکن باتوں کی پروانہ کرتے ہوئے اقبال کا دفاع کیا۔ یہاں تک کہ ہندوستان میں ایک طرح سے اقبال کا احیائے نو ہوا"(15)

جگن ناتھ آزاد کی صلاحیتوں اور کاوشوں کے سب ہی معترف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس دور میں اقبالیات کو فروغ دینے کا فریضہ سرانجام دیا جو اردو زبان کے لیے، مسلمانوں کے لیے اور خاص طور پر اقبالیات کے لیے بہت کٹھن تھا۔ خلیق انجم اپنی تصنیف "جگن ناتھ آزاد۔ حیات اور ادبی خدمات" میں اِن حالات اور واقعات سے پردہ اُٹھاتے ہوئے جگن ناتھ آزاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> "علامہ اقبال کا ذکر کیے بغیر پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا ذکر مکمل نہیں ہو سکتا۔ تقسیمِ ہند کے بعد ہندوستان میں علامہ اقبال کا نام لینا جرم تھا۔ کیونکہ فرقہ پرستوں نے غلط حقائق کی بنیاد پر ثابت کر دیا تھا کہ علامہ ملک کی تقسیم کے ذمہ دار ہیں۔ ایسے

> خطرناک ماحول میں اردو کے دلیر اور بہادر ادیب بھی خاموش ہو تھے۔ میں یہ بات کئی دفعہ لکھ چکا ہوں اور پھر کہنا چاہتا ہوں کہ جس زمانے میں علامہ اقبال ہندوستان میں معتوب تھے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ان کا کلام خارج کر دیا گیا تھا۔ ان کا نام لینے والوں کو پاکستانی اور غدار کہا جاتا تھا۔ اس زمانے میں پروفیسر جگن ناتھ آزاد علامہ اقبال پر مضمون لکھ کر ان کی عظمت کے گیت گا رہے تھے۔ یہ خیال رہے کہ اس وقت آزاد سرکاری ملازم تھے۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا تھا کہ اقبال پر کسی سیمینار کے لیے مدعو کیا گیا۔ انہوں نے درخواست دی تو ان کی درخواست نامنظور کر دی "(16)

ان حالات میں جگن ناتھ آزاد نے اقبالیات کو فروغ دیا، کتب تحریر کیں اور مضامین لکھ کر طلباء کو مواد کی فراہمی کے لیے راہیں ہموار کیں۔ اگر دیکھا جائے تو ایک بہت بڑی تعداد ہے تصانیف کی جو اقبال کے افکار و نظریات کی ترویج و تبلیغ کے لیے شائقینِ اقبال کے لیے رہنمائی بھی مہیا کر رہی ہے اور تسکین کا باعث بھی بن رہی ہے۔ جگن ناتھ آزاد نے ان تصانیف کی تیاری میں بہترین مآخذ استعمال کیے ہیں۔ آپ کے موضوعات بھی اچھوتے اور محققانہ ہیں۔ آپ کی تصانیف اقبالیات کے طلباء کو تحقیق اور تنقید کے نئے موضوعات فراہم کرنے کے لیے معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ جگن ناتھ آزاد اقبالیات پر تحقیق کے حوالے سے چاہتے تھے کہ پاکستان اور ہندوستان کو یہ کام مل کر کرنا چاہیے۔ آپ کے ایک بیان کو محمد ایوب واقف نے اپنی تصنیف " جگن ناتھ آزاد۔ ایک مطالعہ " کی زینت بنایا ہے۔ جو کچھ اس طرح ہے:

> "علامہ اقبال کے بارے میں تحقیق کا کام پاکستان اور ہندوستان کو مشترکہ طور پر کرنا چاہیے۔ دونوں ملکوں کے درمیان علمی اور ادبی کتابوں کے لین دین کی ضرورت ہے۔ اقبال کی شاعری کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لیے ان کے خطوط کا مطالعہ کیا جائے۔ جگن ناتھ آزاد "(17)

جگن ناتھ آزاد کی اقبالیات کے لیے کاوشیں بے مثال ہی سہی مگر پھر بھی اقبال کی محرومیوں کا دردناک قصہ اپنی جگہ قائم ہے۔ اقبال سے جن افراد نے الفت کا اظہار کیا انہوں نے بھی اقبال کو مایوس کیا اور جو اقبال کے مخاطب تھے وہ بھی بیدار نہ ہوئے، شیخ عبدالقادر سے اقبال نے بانگِ درا کا مقدمہ بھی لکھوایا مگر ایک طرح سے وہ بھی اقبال کی ترقی کی راہ میں حارج ہوئے۔ ہندوستان کے مسلمان اقبال کے مخاطبِ اول تھے۔ اس گروہ نے اقبال کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مایوس کیا اور اقبال پر کفر تک کا فتویٰ لگایا۔ اقبال نے اہلِ بیت کے حضور انقلاب آفریں عقیدت کا اظہار کیا مگر اس طرف سے بھی کوئی موثر پذیرائی نہ مل سکی۔ اقبال کے خلاف کتابوں اور تحریروں کے انبار لگائے گئے۔ ترقی پسندوں نے طوفانِ بد تمیزی برپا کیے رکھا۔ ہندو بھی کسی طرح پیچھے نہ رہے۔ اقبال نے ہندو فکر و فلسفہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا، اپنی شاعری اور نثر میں ان کے لیے عقیدت کا اظہار کیا مگر کسی نے بھی اقبال کی حجازی کو قدر کی نگاہ سے تو کیا دیکھنا تھا بلکہ پسند ہی نہ کیا۔ ایسے حالات میں جگن ناتھ آزاد کی کاوشیں صدقِ دل سے اعتراف کے لائق ہیں۔

کہتے ہیں کہ نیتا اور نقاد سے خدا بچائے۔ جگن ناتھ آزاد کے بارے میں لوگوں نے ااور کچھ نہیں تو یہی کہنا شروع کر دیا کہ انہیں اقبالیات کا میدان نظر آیا، غالبیات پر پہلے ہی "مالک رام" براجمان ہو چکے تھے اس لیے جگن ناتھ آزاد کو شہرت اور منزلت صرف اقبالیات ہی میں میسر آسکتی تھی۔ کچھ لوگوں کی زبان سے یہ بھی سننے کو ملا کہ اقبال کے نظریات اور افکار کو پروان چڑھانا اور ان کی شرح و تفسیر و تعبیر کبھی اور کہیں جگن ناتھ آزاد کا مقصد نہیں رہا، اگر مقصد تھا تو صرف اور صرف شہرت حاصل کرنا۔ آپ کسی نہ کسی طرح شیخ عبداللہ کے قریب بھی ہو گئے اور اقبال شناس بھی مقبول اور معروف ہو گئے۔ آپ کی اقبال شناسی جیسی بھی سہی، اسے بہر حال رد نہیں کیا گیا۔ یہ آپ کا کمالِ فن ہے کہ آپ نے شیخ عبداللہ کو اپنی تحریر و گفتار کے جادو میں اتار لیا اور شیخ عبداللہ نے بھی کرم نوازی کی بارش کر دی۔ تاحیات آپ کی تنخواہ مقرر کر دی، تمام مراعات کو برقرار رکھا۔ آپ کو پروفیسر ایمرطس کا منصب ملا جو علمی اور ادبی تاریخ کا عجوبہ قرار پایا۔ اس عہدے سے جگن ناتھ آزاد کی شخصیت اور رتبے میں مزید اضافہ ہوا۔ اداروں کے تقرر اور تبادلوں کی کمیٹیوں میں آپ کا نام شامل کیا جانے لگا۔ مشاعروں میں آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ لوگوں نے تو یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ جگن ناتھ آزاد نے لوگوں کو آمادہ کیا ہے کہ وہ ان پر کتابیں لکھیں اور بات یہاں تک پہنچی کہ ان پر کتاب لکھنے والوں کو امداد فراہم کر کے اپنی ذات پر کتب لکھوائی گئیں اور ان میں اپنی خوبیوں کا تذکرہ کروایا گیا۔ بات یہاں تک محدود نہ رہی بلکہ کہنے والوں نے تو یہ بھی کہا کہ اپنے ساتھ

اپنے والد کو زندہ و جاوید بنانے کی جد و جہد شروع کر دی۔ ناقدین کا خیال ہے کہ جگن ناتھ آزاد تو اتنی صلاحیت کے مالک بھی نہ تھے کہ پروفیسر گیان چند جیسا ایک مضمون "اقبال کا عروضی مطالعہ" ہی قلم بند کر سکیں وہ کسی اچھی کتاب کے "مرتکب" کیسے ہو سکتے تھے۔ نقاد تو اس بات پر مصر ہیں کہ جگن ناتھ آزاد کوئی اچھی تحریر قلم بند کرنے کی صفت سے ہی محروم تھے۔ وہ زندگی بھر دوسروں کی محفلوں میں زینت ضرور بنے مگر اقبال کے حوالے سے قومی سطح پر بھی کبھی کوئی مذاکرہ بھی منعقد نہ کروا سکے۔ اقبال شناس جگن ناتھ آزاد کی ناکامیوں کی طویل اور عبرت ناک فہرست پیش کرتے ہیں۔ پروفیسر عبد الحق کے نزدیک جگن ناتھ آزاد کی شخصیت کا یہ تضاد کم حیرت انگیز نہیں ہے کہ ان کے درونِ دل میں ایک پیہم اضطراب اور نا آسودگی تھی جو مسلسل بے چینی اور بے قراری کا باعث تھی۔

پروفیسر عبد الحق نے انہیں صفِ اول کے اقبال شناسوں میں شمار تو نہیں کیا تاہم ان کی تصانیف کو نظر انداز یا رد بھی نہیں کیا۔

مشاعروں اور مذاکروں میں شرکت کے لیے پروفیسر جگن ناتھ آزاد ہر طرح کی کوشش کرتے مگر شاعری اور تنقید میں کوئی خاص مقام حاصل نہ کر سکے۔ کچھ مصلحت کہہ لیں اور کچھ مجبوری کہ اقبال فہمی کے کوچے میں قدم رکھنا پڑا۔ فیضؔ یا علی سردار جعفری، ان کا اپنا ایک شعری آہنگ تھا جو اقبال سے کہیں کہیں کوئی اثر لیے ہوئے تھا جبکہ جگن ناتھ آزاد کے یہاں ایسا کوئی آہنگ نظر بھی نہیں آتا۔ آزاد کی اقبال شناسی صرف اس لیے ہے کہ انہیں بھی ہندوستان میں اقبال فہمی کی بدولت رتبہ میسر آیا۔ اقبال کے حوالے سے ان کے لیکچر ہوتے تھے اور انہیں ایوارڈز ملتے تھے۔ پروفیسر عبد الحق لکھتے ہیں کہ:

> "پروفیسر آزاد کی اقبالیات کی طرف مراجعت بہت سوچے سمجھے منصوبے کا نتیجہ ہے۔ ہم سب کی طرح ان کی بھی کمزوری تھی جن میں چند معزز ہستیوں سے مناسبت کے سہارے اپنے قد و قامت کو بلندی بخشنے کی سعی کی جاتی ہے"(18)

جگن ناتھ آزاد کشمیر میں رابطہ عام کے منصب پر فائز ہوئے۔ شیخ عبد اللہ کی اقبال سے والہانہ عقیدت کے باعث بظاہر اقبال بہانہ ہے اور جگن ناتھ آزاد بھی اقبال شناس بن گئے۔ تاریخ میں ان لوگوں کا ذکر بھی ملتا ہے جو اقبال شناسوں میں نہ تھے مگر اقبال کی خامیوں پر انہوں نے کتابوں کے انبار لگا دیے تھے۔ پنجاب کی ادبی محفلوں کا ذکر پڑھیں جہاں جگن ناتھ ازاد کی اقبال فہمی کو معتبر مقام حاصل نہ تھا۔ پنجاب کے شاعر تو جگن ناتھ آزاد کی شاعری

کو بھی قابلِ تعریف نہ سمجھتے تھے۔ پروفیسر عبدالحق کے یہاں بہت سے ایسے حوالے دیکھنے کو ملتے ہیں جو جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی پر شک کا باعث بنتے ہیں۔ پروفیسر عبدالحق نے دوٹوک الفاظ میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ:

"اقبال شناسی ان کا مقصود و منتہانہ تھا یہ وسیلہ جاہ و جبروت
کا ایک موثر اور مفید منصوبہ تھا"(19)

آلِ احمد سرور کی اقبال سے محبت کو سراہا جاتا رہے گا جنہوں نے خلوصِ دل سے اقبال سیمینار کروائے، کتب مرتب کیں۔ نہ ہی دل میں کوئی لالچ پیدا کیا اور نہ ہی دل میں کسی ایوارڈ کی تمنا کی۔ بس اقبال کے فکر و فلسفہ کو پروان چڑھانے کے لیے کوشاں رہے۔

ایک خاص وقت تھا جب جگن ناتھ آزاد شہرت کی خاطر اقبالیات سے منسوب ہوئے۔ شہرت کے بعد اقبالیات سے کنارہ کش بھی ہو گئے۔ اس سب کے باوجود پروفیسر عبدالحق نے اقبال اور اقبالیات سے آپ کے کے تعلق کو سمیٹتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" اقبالیات سے ان کا شغف منصوبوں، مصلحتوں اور
مجبوریوں کا محکوم تھا۔ان تمام کوتاہیوں کے باوجود وہ
اقبال کے شارح، مداح اور تجزیہ نگار کے طور پر قدر کی
نگاہ سے دیکھے جائیں گے "(20)

اس سب کے باوجود اقبال سے محبت جگن ناتھ آزاد کو ورثے میں ملی تھی۔ آپ کے والد تلوک چند محروم اقبال سے غیر معمولی عقیدت رکھتے تھے۔ اقبال کے حوالے سے اور اقبالیات کے حوالے سے جس نے بھی جو کام کیا ہے اس کی خدمات کو ہمیشہ یاد بھی رکھا جائے گا اور قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا جاتا رہے گا۔ جگن ناتھ ازاد کی تصانیف اقبالیات کے طلباء کو راہنمائی فراہم کرتی رہیں گی۔ اب تک اقبالیات کے حوالے سے جو کام بھی ہوا ہے اس میں پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا تحقیقی اور تنقیدی کام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اقبالیات کے حوالے سے کیا گیا آپ کا کام قابلِ ستائش و تحسین ہے۔ جگن ناتھ آزاد پر تنقید کے باوجود اس کام کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

حوالہ جات

1۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور اس کا عہد، لاہور: ندرت پرنٹرز، 1989ء صفحہ 6

2۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور اس کا عہد، صفحہ 10

3۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور مغربی مفکرین، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، 2011ء صفحہ 10
4۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال اور کشمیر، سرینگر: علی محمد اینڈ سنز، بک سیلر اینڈ پبلشرز، لال چوک، پہلا ایڈیشن، 1977ء صفحہ 11
5۔ آزاد، جگن ناتھ، اقبال کی کہانی، نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، ایسٹ بلاک 8، راما کرشنا پودم، پہلا ایڈیشن 1976ء صفحہ 38
6۔ آزاد، جگن ناتھ، مرقع اقبال، ہریانہ: فرید آباد، گورنمنٹ آف انڈیا فوٹو لیتھو پریس، 1977ء صفحہ 5
7۔ آزاد، جگن ناتھ، مضمون، ڈاکٹر ذاکر حسین اور اقبال، مشمولہ، مجلسِ اقبال، حصہ ششم، مرتب، پروفیسر آفاق احمد، بھوپال: کل ہند علامہ اقبال ادبی مرکز، اشاعت 1998ء صفحہ 27
8۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ضربِ کلیم، محراب گل افغان کے افکار، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2004ء صفحہ 683
9۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، بالِ جبریل، صفحہ 363
10۔ آزاد، جگن ناتھ، مضمون، اقبال۔ صرف مسلمانوں کے شاعر، مشمولہ، مجلسِ اقبال، حصہ ہفتم، مرتب، پروفیسر آفاق احمد، بھوپال: کل ہند علامہ اقبال ادبی مرکز، اشاعت یکم جنوری 2000ء صفحہ 18
11۔ آزاد، جگن ناتھ، مضمون، اقبال۔ صرف مسلمانوں کے شاعر، صفحہ 31
12۔ خلیق انجم، مضمون، اقبال اور جگن ناتھ آزاد، مشمولہ، مجلسِ اقبال، حصہ ہفتم، صفحہ 36
13۔ خلیق انجم، مضمون، اقبال اور جگن ناتھ آزاد، مشمولہ، مجلسِ اقبال، حصہ ہفتم، صفحہ 36
14۔ آزاد، جگن ناتھ، ہندوستان میں اقبالیات، لاہور: مکتبہ علم و دانش مزنگ، پہلا پاکستانی ایڈیشن 1991ء صفحہ 12
15۔ آزاد، جگن ناتھ، ہندوستان میں اقبالیات، پیش لفظ، ڈاکٹر محمد امین اندراوی، صفحہ 6
16۔ خلیق انجم، مرتب، جگن ناتھ آزاد۔ حیات اور ادبی خدمات، جلد اول، نئی دہلی: محروم موریل لٹریری سوسائٹی، 1993ء صفحہ 16
17۔ محمد ایوب واقف، جگن ناتھ ازاد۔ ایک مطالعہ، نئی دہلی: مونومنٹل پبلشرز، پہلی اشاعت 1980ء صفحہ 29
18۔ عبدالحق، پروفیسر، اقبال اور اقبالیات، سرینگر: میزان پبلشرز رجسٹرڈ، اشاعت دوم 2009ء صفحہ 143
19۔ عبدالحق، پروفیسر، اقبال اور اقبالیات، صفحہ 147
20۔ عبدالحق، پروفیسر، اقبال اور اقبالیات، صفحہ 148